خلافتِ ارض اور علماء کی ذمہ داریاں :

عصرِ جدید کا ایک اہم تجدیدی کام اور اُسکی نوعیت

از مولوی شہاب الدین صاحب ندوی، ناظم فرقانیہ اکیڈمی، بنگلور ۵۶۔

تہذیب جدید کی ناکامی اور اس کا علاج :

لیکن سوال یہ ہے کہ ان فلسفوں اور ازموں نے انسانیت کو کیا دیا اور کون سے تمدنی و اجتماعی مسائل حل کر دیے؟ ہاں اگر کچھ دیا ہے تو مایوسی، بے چینی، خود غرضی، عیاشی، رقابت اور بے مقصدیت دی ہے اور قسہا قسم کے معاشرتی، قومی، لسانی، صوبائی اور بین الاقوامی جھگڑے فسادات پیدا کئے ہیں، جن کے بوجھ سے انسانیت کراہ رہی ہے۔

کوئی بھی فلسفہ اور نظام کائنات کے معموں کو کھول نہیں سکا اور خدا اور بندے کے درمیان حقیقی تعلقات کی گتھیوں کو سلجھا نہیں سکا، جس طرح کہ خود ساختہ سائنسی علوم انسان اور کائنات کے درمیان کوئی صحیح رشتہ دریافت کرنے میں ناکام رہے تھے۔

یہ مختلف فلسفے کیا ہیں؟ ایک دوسرے کی تردید کرنے والے [illegible] کا مجموعہ اور متضاد نظریات کا مجموعہ مرکب ہیں۔ زندگی کے اصل مسائل [illegible] انسانیت کے دکھوں کا مداوا تلاش نہیں کیا، بلکہ سب کے سب [illegible] اور کھیل تماشوں میں الجھے ہوئے اوہام و دہمی اور عقلی درز ماہی کو منتہائے مقصود تصور کئے ہوئے ہیں۔

ڈاکٹر الکسس کیرل تہذیب جدید کی ناکامی اور موجودہ معاشرے سے اس کی عدم مطابقت پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتا ہے :

" جدید تمدن اس لیے بہت مشکل ہوگیا ہے کہ وہ ہمارے مزاج کے موافق نہیں ہے اور ہماری حقیقی فطرت کا لحاظ کیے بغیر اس کی تخلیق ہوئی ہے ۔ یہ تمدن سائنس دانوں کے خیالی منصوبوں اور لوگوں کی دلی خواہشوں، موہوم خیالوں، نظریوں اور آرزوؤں کا پیدا کیا ہوا ہے ۔ اگرچہ یہ تمدن ہماری کوششوں سے بنا ہے تاہم وہ ہماری وضع قطع اور شکل وصورت کے مطابق نہیں ہے ۔"[1]

تہذیب جدید کی ناکامی کا سب سے بڑا سبب اس کے مذکورہ بالا غلط اور متضاد فلسفے ہیں جن کو ہٹائے بغیر معاشرے کا سدھار نہیں ہوسکتا مگر یہ کام ہو تو کیوں کر ؟ یہ ایک بہت اہم سوال ہے اور اس کا جواب یہ ہے کہ یہ کام اس وقت تک ممکن نہیں ہو سکتا جب تک کہ جدید علوم وفنون کو مادہ پرستوں اور دہریوں کے قبضے سے نکال نہ لیا جائے ۔ بالفاظ دیگر ان غلط فلسفوں اور گمراہ کن ازموں کا صحیح مقابلہ اور استیصال کرنے اور صحیح نتائج پیدا کرنے کے لیے ضروری ہے کہ سب سے پہلے عوام سائنس اور علوم جدیدہ کو "مسلمان" بنایا جائے اور ان کی تشریح وتوجیہہ اسلامی نقطۂ نظر سے اس طرح کی جائے کہ انسان اور کائنات کے تعلق سے تمام طبیعی (نیچرل) اور مابعد الطبیعی (سُپر نیچرل) مسائل حل ہو جائیں[2] اور اس سے موجودہ عقلی واستدلالی ذہن مطمئن ہو جائے ۔ اس عظیم اور تجدیدی عمل کے ذریعہ مادیت کے تمام قلعے مسمار ہو جائیں گے ۔ مگر یہ کام اس وقت تک انجام نہیں پا سکتا جب تک کہ ان " غیر جانبدار علوم " کو غیروں کے تسلط اور چنگل سے چھڑا کر انھیں اپنی تولیت میں نہ لے لیا جائے اور ہم ان علوم کو اس وقت تک اپنی تولیت میں نہیں لے سکتے جب تک کہ ہم اُن پر پوری طرح قابض نہ ہو جائیں ۔ بالفاظ دیگر جب تک

---

[1] ہ معلوم انسان، ترجمہ از پروفیسر محمد یوسف کوکن عمری ایم اے، ص ۳۳، مطبوعہ حیدرآباد یونیورسٹی ۱۳۵۴ء ۔

[2] یعنی ان کی تشفی بخش توجیہہ ہو جائے جو عقل وذہن کو مطمئن کر سکے ۔

ہم ان علوم کے صحیح معنی میں وارث بن کر پھر سے علمی سیادت اور درجۂ امامت حاصل نہ کرلیں ہم علمی اعتبار سے کوئی ٹھوس اور پائیدار مرتبہ اقوام عالم کے درمیان حاصل نہیں کرسکتے۔ اور بغیر اس عمل کے کوئی ہمہ گیر فکری انقلاب لانا ممکن نہیں ہے۔ یہی خلافتِ ارض کا بنیادی فلسفہ اور اس کا پیغام ہے کہ جب تک اس کے روحانی اور مادی دونوں حصوں کو اکٹھا نہیں کیا جاتا اس راہ میں ٹھوس اور مثبت کامیابی ممکن نہیں ہوسکتی۔

درحقیقت یہ ملحدانہ فلسفے اور نظامات اس لیے پیدا ہوئے کہ معاشرے پر مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑ گئی اور اس کو مظاہر فطرت اور اُن کے نظاموں کو من مانی تاویلات کرنے کا موقع مل گیا اور بالآخر تہذیب کے نام پر "بدتہذیبی" کے وہ گل کھلے جن کے خوفناک نتائج سے آج ہم سب دوچار ہیں۔ لہذا اس قسم کے غلط رجحانات کو روکنے اور فکر انسانی کو صحیح رُخ پر ڈالنے کے لیے ایک بہت زیادہ مؤثر اور طاقتور عامل کی ضرورت ہے۔ یہ طاقتور عامل سوائے دین و مذہب کے اور کچھ نہیں ہوسکتا۔ اور آج روئے زمین پر سوائے اسلام کے کسی بھی مذہب میں اتنی استعداد اور دم خم ہی نہیں ہے کہ دین اور فطرت کے صحیح حدود قائم کرکے معاشرے کو مختلف میدانوں میں ترقی کی راہ پر ڈالے اور اس کے ذہن و دماغ کو قابو میں رکھے۔ یہ صرف قرآن عظیم ہی کی ایک زبردست خصوصیت ہے کہ وہ آج بھی یہ رہبرانہ کردار پوری کامیابی کے ساتھ اور احسن طریقے پر ادا کرکے نہ صرف پوری ملت اسلامیہ بلکہ سارے عالم انسانی کو قابو میں رکھنے کی زبردست صلاحیت رکھتا ہے۔

قرآن ہر دور کے لیے فیصلہ کن کلام:

امام ابن تیمیہ اپنی بے نظیر کتاب "موافقۃ صحیح المعقول لصحیح المنقول" (جو عقل و نقل کے حدود و ضوابط اور اُن دونوں کے درمیان معارضہ و محاکمہ کے سلسلے میں ایک عجیب و غریب کتاب ہے) میں اس مسئلے میں کہ "غیر منقولی چیزوں میں خوض جائز ہے یا نہیں

اور اگر جائز ہے تو اس کے وجوب کے کیا دلائل ہیں؟" قرآن اور حدیث کے بہت سے نصوص پیش کرنے کے بعد تحریر فرماتے ہیں کہ ان تمام نصوص کی تفصیلات کتاب و سنت کے کامل تفحص اور بحث و استقراء کے بعد ان مسائل کے جاننے کے سلسلے میں واضح ہو جائیں گے لہذا جو شخص بھی انھیں کتاب و سنت میں تلاش کرے گا وہ انھیں قطعی نصوص کی شکل میں پائے گا۔ جو کہ غایت درجہ ہدایت، وضاحت اور شفا ہوں گی۔ اور یہ بات دو چیزوں سے متعلق ہے (۱) کتاب و سنت کے معانی کی معرفت (۲) ان الفاظ کے معنی کی معرفت جن کو اختلاف پیدا کرنے والے لوگ بولتے اور استعمال کرتے ہیں۔[1] اس طرح جب اُن دونوں اقوال (معانی قرآن اور معانی اہل غرض) کے درمیان مقابلہ و موازنہ کیا جائے گا تو یہ حقیقت کھل کر سامنے آجائے گی کہ کتاب الٰہی لوگوں کے مختلف اقوال (یا اختلافاتِ باہمی) کے درمیان ایک حاکم اور حکم کی سی حیثیت رکھتی ہے۔ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

كَانَ النَّاسُ أُمَّةً وَّاحِدَةً فَبَعَثَ اللّٰهُ النَّبِيّٖنَ مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ وَأَنْزَلَ مَعَهُمُ الْكِتٰبَ بِالْحَقِّ لِيَحْكُمَ بَيْنَ النَّاسِ فِيْمَا اخْتَلَفُوْا فِيْهِ۔

(پہلے) تمام لوگ ایک ہی طریقے پر تھے (جب ان میں اختلاف باہمی پیدا ہو گیا تو اللہ نے پیغمبروں کو بشارت سنانے اور متنبہ کرنے والا بنا کر بھیجا اور ان کے ساتھ کتاب نازل کی تاکہ وہ (کتاب) لوگوں کے اختلافات کے درمیان فیصلہ کر سکے۔ (بقرہ: ۲۱۳)

وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ إِلَى اللّٰهِ ۔ اور جس چیز میں تم اختلاف کرو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے (شوریٰ: ۱۰)

فَإِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ إِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ إِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا

[1] یعنی ... دیگر گروہوں کی اصطلاحات ہیں۔

اگر تم کسی معاملہ میں اختلاف کر بیٹھو تو اس کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف لوٹاؤ اگر تم اللہ اور روزِ آخر پر یقین رکھتے ہو یہ بہتر بات اور اچھا انجام ہے۔ (نساء: ۵۹)

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَاۤ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْۤا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْۤا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ ؕ وَيُرِيْدُ الشَّيْطٰنُ اَنْ يُّضِلَّهُمْ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا [۱] کیا تم نے اُن لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعوے کرتے ہیں کہ وہ اس کتاب پر ایمان رکھتے ہیں جو تم پر نازل کی گئی ہے اور اس کتاب پر بھی جو تم سے پہلے نازل کی گئی ہے (مگر اس دعوے کے باوجود) وہ چاہتے ہیں کہ اپنے مقدمے کو طاغوت (غیر اللہ) کے پاس لے جائیں حالانکہ ان کو حکم دیا گیا تھا کہ وہ اس (طاغوت) کا انکار کریں۔ (لیکن) شیطان ان کو بھٹکا کر بہت دور لے جانا چاہتا ہے۔ (نساء: ۶۰)

حاصل یہ ہے کہ قرآن حکیم مطلقاً حجت ہے۔ اور جب کبھی کتاب و سنت کے نصوص اور مدعیانِ علم و حکمت کے اقوال کے درمیان مقابلہ کیا جائے گا تو اس سے نہ صرف کتاب و حکمت کی برتری ظاہر ہو جائے گی بلکہ "اختلاف الناس" کے درمیان محاکمہ بھی ہو جائے گا۔

یہ آیتیں صرف فقہی و شرعی امور ہی سے متعلق نہیں ہیں بلکہ ان کا دائرہ تمام نظریاتی امور تک وسیع ہے جیسا کہ خصوصیت کے ساتھ پہلی آیت اس مسئلے کی عمومیت پر روشنی ڈال رہی ہے کہ انبیاء کرام کی بعثت کا مقصد ہی یہ ہے کہ نوعِ انسانی کے باہمی نظریاتی اختلافات دور ہوں۔ اسی بنا پر امام موصوف نے اس آیت کریمہ کو سب سے پہلے ذکر فرمایا ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ قرآن حکیم ایک ایسا حیرت انگیز سرچشمۂ علم و عرفان ہے کہ اس میں ہر دور کی ضرورتوں کے تعلق سے کافی و شافی جوابات اور ہر قسم کے فکری و اجتماعی مسائل اور نوعِ انسانی

---

[۱] بیان موافقۃ صریح المعقول لصحیح المنقول برحاشیہ منہاج السنۃ ۱/۴۹-۵۰، مکتبۃ الریاض الحدیثۃ الریاض۔

کے باہمی اختلافات کا حل موجود ہے۔ اس کی آیات سے علوم و معارف کے سوتے پھوٹتے ہیں مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ متعین فکری پیمانوں سے ہٹ کر وسیع بنیادوں پر اس کی آیات پر غور کیا جائے۔ حکمت قرآن کا اصل اعجاز اس کے حیرت انگیز سیاق و سباق اور نظم کلام میں پوشیدہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس کے نظم کلام میں غور و فکر کے باعث مشکل سے مشکل تمام عصری مسائل حل ہو جاتے ہیں اور وہ ایک زندہ اور ابدی کلام نظر آتا ہے۔ اس اعتبار سے ہر دور میں اس کے عجائب و اسرار ظاہر ہوتے رہیں گے اور اس اعتبار سے اس کی نئی نئی تفسیریں بھی وجود میں آتی رہیں گی۔ مگر کوئی بھی تفسیر کبھی مکمل نہ ہو سکے گی بلکہ ہر دور میں ایک نئی تفسیر کی ضرورت برابر باقی رہے گی۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ۝ کہہ دو کہ اگر سمندر روشنائی بن جائے میرے رب کی باتوں کے (لکھے جانے) کے لیے تب بھی میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے ہی سمندر ختم ہو جائے گا، اگرچہ ہم اس کی مدد کے لیے اسی جیسا ایک اور سمندر لے آئیں۔ (کہف : ۱۰۹)

صحف سماوی میں حجم کے اعتبار سے اس چھوٹی اور مختصر ترین کتاب میں وہ تمام علوم و معارف ودیعت کر دیے گئے ہیں جن سے نوع انسانی کا قیامت تک سابقہ پڑ سکتا ہے بلکہ ان کے مسائل و مشکلات کا جواب بھی مہیا ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے دنیا کی پوری تاریخ میں یہ واحد اور بے مثال کتاب ہے جو چودہ سو سال سے ایک حرف یا ایک زیر زبر کی تبدیلی کے بغیر نہ صرف پوری طرح محفوظ ہے بلکہ وہ تمام اقوام عالم اور ان کے تمام علوم و فنون کی بھی ایک مختصر ترین انسائیکلو پیڈیا ہے۔ غیر مسلم تو غیر مسلم بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے مسلمان بھی اس نظریہ کی صحت میں شک کرتے ہیں جو ان کی اپنی کوتاہ بینی اور کوتاہ فہمی کی دلیل ہے۔ اصل میں یہ مسئلہ علم الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔ قرآن حکیم چونکہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ کلامِ الٰہی ہے جو علم الٰہی کا پرتو ہے اور علم الٰہی ماضی، حال اور مستقبل تمام زمانوں کو محیط ہے اور اس کے علم ازلی سے نہ صرف مظاہر عالم کی ساخت و پرداخت سے متعلق تفصیلات بلکہ خود نوع انسانی کے انفرادی و اجتماعی

...حوال وکوائف سے متعلق کوئی بھی جزئیات اور کلیہ پوشیدہ نہیں ہے، ورنہ ہزاروں سال قبل
...ان احوال وکوائف کی اس درجہ باریک بینی کے ساتھ پیش خبری نہ کی جاتی اور موجودہ واقعات
...حادث صحیفۂ خداوندی کی تصدیق وتائید نہ کرتے۔

قرآن حکیم جیسے ابدی صحیفے کو ایک جامد اور غیر متحرک کلام تصور کرنا نہ صرف کوتاہ
... اور بے بصیرتی ہے بلکہ یہ نہایت درجہ بے اصل اور واہیات بات ہے۔ گویا کہ وہ بھی دیگر
...ارفتہ صحف سماوی کی طرح عارضی اور موقت صحیفہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر اعتبار سے
...مکمل اور زندہ صحیفہ ہے۔

...ندہ اور پیش پا افتادہ مسائل سے بحث کرتا ہے، جو اس کے من جانب اللہ ہونے کی
... اور یقینی دلیل ہے۔ اس اعتبار سے حسب ذیل آیات کریمہ ہر دور میں اپنی عمومیت وقطعیت
...لالت کرتی رہیں گی۔

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ
... ط آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور
...رے لیے اسلام کو بحیثیت ایک دین کے پسند کیا۔ (مائدہ: ۳)

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ: بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقے کی
...ت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ (بنی اسرائیل: ۹)

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج یہ (پوری) نوع انسانی
...لیے رہنما ہے اور اس میں ہدایت اور (حق و باطل میں) تفریق کرنے والے دلائل موجود ہیں۔ (بقرہ:
...)

هٰذَا كِتٰبُنَا يَنْطِقُ عَلَيْكُمْ بِالْحَقِّ ط یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے رو برو
...ٹھیک بول رہی ہے۔ (یعنی ہر دور کے احوال وکوائف پر پوری طرح منطبق ہو رہی ہے۔
...ر: ۲۹)

کے باہمی اختلافات کا حل موجود ہے۔ اس کی آیات سے علوم و معارف کے سوتے پھوٹتے ہیں مگر اس کے لیے ضروری ہے کہ متعین فکری پیمانوں سے ہٹ کر وسیع بنیادوں پر اس کی آیات میں غور کیا جائے۔ حکمت قرآن کا اصل اعجاز اس کے حیرت انگیز سیاق و سباق اور نظم کلام میں پوشیدہ ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اس کے نظم کلام میں غور و فکر کے باعث مشکل سے مشکل تمام عصری مسائل حل ہو جاتے ہیں اور وہ ایک زندہ اور ابدی کلام نظر آتا ہے۔ اس اعتبار سے ہر دور میں اس کے عجائب و اسرار ظاہر ہوتے رہیں گے اور اس اعتبار سے اس کی نئی نئی تفسیریں بھی وجود میں آتی رہیں گی۔ مگر کوئی بھی تفسیر کبھی مکمل نہ ہو سکے گی بلکہ ہر دور میں ایک نئی تفسیر کی ضرورت برابر باقی رہے گی۔

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّیْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّیْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ؁ کہہ دو کہ اگر سمندر روشنائی بن جائے میرے رب کی باتوں کے (لکھے جانے) کے لیے تب بھی میرے رب کی باتیں ختم ہونے سے پہلے ہی سمندر ختم ہو جائے گا، اگرچہ ہم اس کی مدد کے لیے اسی جیسا ایک اور سمندر لے آئیں۔ (کہف: ۱۰۹)

صحف سماوی میں حجم کے اعتبار سے اس چھوٹی اور مختصر ترین کتاب میں وہ تمام علوم و معارف ودیعت کر دیے گئے ہیں جن سے نوع انسانی کا قیامت تک سابقہ پڑ سکتا ہے بلکہ ان کے مسائل و مشکلات کا جواب بھی مہیا ہو سکتا ہے۔ اس لحاظ سے دنیا کی پوری تاریخ میں یہ واحد اور بے مثال کتاب ہے جو چودہ سو سال سے ایک حرف یا ایک زیر زبر کی تبدیلی کے بغیر نہ صرف پوری طرح محفوظ ہے بلکہ وہ تمام اقوام عالم اور اُن کے تمام علوم و فنون کی بھی ایک مختصر ترین انسائیکلو پیڈیا ہے۔ غیر مسلم تو غیر مسلم بعض اچھے خاصے پڑھے لکھے مسلمان بھی اس نظریہ کی صحت میں شک کرتے ہیں جو ان کی اپنی کوتاہ بینی اور کوتاہ فہمی کی دلیل ہے۔ اصل میں یہ مسئلہ علم الٰہی سے تعلق رکھتا ہے۔ قرآن حکیم چونکہ کسی انسان کا کلام نہیں بلکہ کلامِ الٰہی ہے جو علم الٰہی کا پرتو ہے اور علم الٰہی ماضی، حال اور مستقبل تمام زمانوں کو محیط ہے اور اس کے علم ازلی سے نہ صرف مظاہر عالم کی ساخت و پرداخت سے متعلق تفصیلات بلکہ خود نوع انسانی کے انفرادی و اجتماعی

احوال وکوائف سے متعلق کوئی بھی جزئیہ اور کلیہ پوشیدہ نہیں ہے، ورنہ ہزاروں سال قبل ان احوال وکوائف کی اس درجہ باریک بینی کے ساتھ پیش خبری نہ کی جاتی اور موجودہ واقعات وحادث صحیفۂ خداوندی کی تصدیق وتائید نہ کرتے۔

قرآن حکیم جیسے ابدی صحیفے کو ایک جامد اور غیر متحرک کلام تصور کرنا نہ صرف کوتاہ فہمی اور بے بصیرتی ہے بلکہ یہ نہایت درجہ بے اصل اور واہیات بات ہے۔ گویا کہ وہ بھی دیگر از کار رفتہ صحف سماوی کی طرح عارضی اور موقّت صحیفہ ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر اعتبار سے ایک مکمل اور زندہ صحیفہ ہے۔

جو زندہ اور ہیش پا افتادہ مسائل سے بحث کرتا ہے جو اُس کے من جانب اللہ ہونے کی قطعی اور یقینی دلیل ہے۔ اس اعتبار سے حسب ذیل آیات کریمہ ہر دور میں اپنی عمومیت وقطعیت پر دلالت کرتی رہیں گی۔

اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا ط آج میں نے تمہارے لیے تمہارے دین کو مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی اور تمہارے لیے اسلام کو بحیثیت ایک دین کے پسند کیا۔ (مائدہ: ۳)

اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ یَهْدِیْ لِلَّتِیْ هِیَ اَقْوَمُ: بلاشبہ یہ قرآن ایسے طریقے کی ہدایت کرتا ہے جو بالکل سیدھا ہے۔ (بنی اسرائیل: ۹)

هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَیِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ج یہ (پوری) نوع انسانی کے لیے رہنما ہے اور اس میں ہدایت اور (حق وباطل میں) تفریق کرنے والے دلائل موجود ہیں۔ (البقرہ: ۱۸۵)

هٰذَا كِتٰبُنَا یَنْطِقُ عَلَیْكُمْ بِالْحَقِّ ط یہ ہماری کتاب ہے جو تمہارے رُو برو ٹھیک ٹھیک بول رہی ہے۔ (یعنی ہر دور کے احوال وکوائف پر پوری طرح منطبق ہو رہی ہے۔ (جاثیہ: ۲۹)

لَقَدْ اَنْزَلْنَآ اٰیٰتٍ مُّبَیِّنٰتٍ ؕ وَاللّٰہُ یَھْدِیْ مَنْ یَّشَآءُ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ۝
یقیناً ہم نے ایسی نشانیاں اُتار دی ہیں جو پوری طرح (متعلقہ مسائل کی) وضاحت کرنے والی ہیں
اور اللہ جس کو چاہتا ہے (اس وضاحت کے مطابق) صراط مستقیم کی طرف ہدایت کر دیتا ہے
نور: ۴۶)

وَلَقَدْ اَنْزَلْنَآ اِلَیْکَ اٰیٰتٍۭ بَیِّنٰتٍ ۚ وَمَا یَکْفُرُ بِھَآ اِلَّا الْفٰسِقُوْنَ ۝ یقیناً ہم نے
تمہارے پاس روشن دلائل بھیج دیے ہیں، جن کا انکار محض بدکردار لوگ ہی کر سکتے ہیں۔ (بقرہ:
۹۹)

وَکَذٰلِکَ اَنْزَلْنٰہُ حُکْمًا عَرَبِیًّا ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَھْوَآءَھُمْ بَعْدَ مَا جَآءَکَ
مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَا لَکَ مِنَ اللّٰہِ مِنْ وَّلِیٍّ وَّلَا وَاقٍ ۝ اور اسی طرح ہم نے قرآن کو (ہر دور
کے لیے) ایک واضح فیصلہ بنا کر اُتارا ہے (لہٰذا) علم (الٰہی) کے آ چکنے کے بعد اگر تم نے،
(اس علم اور فیصلے کو ترک کر کے) لوگوں کی خواہشات (باطل افکار و آراء) کی پیروی کی تو خدا
کی جانب سے تمہارا کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔ (رعد: ۳۷)

اس آیت کریمہ میں لفظ "اھواء" خاص طور پر قابل غور ہے جو اصل میں غیر خدائی
نظاموں اور باطل فلسفیانہ افکار و آراء کی ایک مشترکہ خصوصیت کا انکشاف کرتے ہوئے
ان کے اصل عزائم کو واضح کر رہا ہے۔ اصل میں ان باطل فلسفوں اور نظاموں کے پیچھے سوائے
خود غرضیوں، اپنے ذاتی اغراض و مقاصد اور اپنی خواہشات نفسانی کی تکمیل کے سوا کوئی
دوسرا اعلیٰ و ارفع مقصد کارفرما نہیں ہوتا، چاہے وہ کمیونزم اور سوشلزم ہو یا ڈارونزم اور
فرائڈازم وغیرہ وغیرہ۔ تفصیل کا یہ موقع نہیں ہے مگر جو کوئی ان افکار و آراء کا حقیقت پسندانہ
نقطۂ نظر سے تجزیہ کرے گا وہ بہر حال اسی نتیجے تک پہنچے گا۔ کلام الٰہی کی بلاغت اور اس کا
کمال ملاحظہ ہو کہ محض ایک لفظ کے ذریعہ تمام غیر خدائی فلسفوں اور کل افکار و آراء کی بنیاد کی
روح کھینچ کر رکھ دی! یہ ہوتی ہیں کلام الٰہی کی اعجاز آفرینیاں!

پھر اس آیت کریمہ میں رسول کے واسطے سے پوری اُمت محمدیہ سے خطاب ہے کہ اگر تم نے خدائی علم اور فیصلے کو ترک کر کے کسی بھی وقت اور کسی بھی زمانے میں باطل افکار و آرا اور باطل نظاموں سے متاثر و مرعوب اور اُن کے علمبردار ہو گئے تو پھر اللہ کے نزدیک تم سے بڑھ کر بے سہارا اور زیاں کار کوئی اور نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ تمہارے رب کی جانب سے تمہارے پاس تمام واضح دلائل و براہین آ چکے ہیں۔

جیسا کہ ایک دوسرے موقع پر خصوصیت کے ساتھ یہود کے بارے میں (تحویل قبلہ کے موقع پر) ارشاد فرمایا گیا: وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَاءَهُمْ مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَمِنَ الظَّالِمِينَ ۝ اور اگر تم نے ان کے خواہشات کی پیروی کی تمہارے پاس علم آ چکنے کے بعد تو اُس وقت تمہارا شمار ظالموں میں ہو گا (بقرہ: ۱۴۵)۔

یہ باطل پرست لوگ یا موجودہ دور کی اصطلاح کے مطابق مختلف خود ساختہ تہذیبوں اور نظاموں کے علمبردار اپنے خود غرضانہ اغراض و مقاصد کو فروغ دینے اور اپنی خواہشات نفس کی پیروی میں اتنے اندھے ہو جاتے ہیں کہ وہ تمام خدائی نشانات و دلائل سے اعراض کرتے ہوئے آنکھیں موند لیتے ہیں۔

وَلَا تَتَّبِعْ أَهْوَاءَ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِآيَاتِنَا: اور تم ایسے لوگوں کے باطل خیالات کی پیروی مت کرنا جو ہماری (شرعی و تکوینی ہر قسم کی) نشانیوں کو جھٹلا چکے ہیں۔ (انعام: ۱۰۵)

قرآن حکیم کا کمال ملاحظہ ہو کہ وہ ہر دور کے منکرین کی نفسیات اور اُن کے ذہنی احوال و کوائف کے مشترکہ بنیادی نکات کی نشان دہی (بہت واضح الفاظ میں) کر دیتا ہے جو ہر دور میں یکساں طور پر صادق آ سکتے ہیں۔ گویا کہ منکرین و معاندین اور خدا بیزار لوگوں کی ذہنیت ہمیشہ ایک اور یکساں رہتی ہے۔ اس لحاظ سے یہ آیات جس طرح دور رسالت میں صادق آ سکتی تھیں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اسی طرح آج بھی صادق آتی ہیں اور قیامت

اب تک نہیں کیا ہے)، اسی طرح وہ اپنی دلیل و استدلال کی قوت اور حجت و برہان ہونے کی حیثیت سے بھی ایک مکمل مجموعہ ہے، جس میں قیامت تک پیش آنے والے ہر قسم کے نفسیاتی احوال کا بھی لحاظ رکھا گیا ہے، خواہ زمانہ کتنا ہی ترقی یافتہ (Advanced) کیوں نہ ہو جائے۔ اسی طرح اس میں وہ تمام علوم و فنون اور ان کے بنیادی نکات بھی ودیعت کر دئے گئے ہیں جو اثباتِ حق اور ابطال باطل کی راہ میں اقوام عالم کے خلاف فیصلہ کن مقام رکھتے ہیں۔ اسی بنا پر کسی بھی دور میں عصری علوم و فنون کے مطالعے اور جائزے کے بموجب قرآن عظیم کا مطالعہ کیا جائے گا تو ایسا معلوم ہوگا کہ گویا اس میں اپنے ہی دور کی داستان موجود ہے اور ہم اپنے ہی احوال و کوائف کا مطالعہ کر رہے ہیں۔ اس اعتبار سے قرآن عظیم ایک آئینۂ صافی ہے جس میں ہر دور والوں کو اپنا ہی چہرہ نظر آتا رہے گا اور اس کے ساتھ ہی اپنے چہرے کے "داغ دھبے" نمایاں ہو جائیں گے۔ یہ ہے قرآن عظیم کا صحیح اور عظیم الشان معجزہ اور اس کی بے مثال رہنمائی، جو اس کے سب سے بڑے وصف "فرقان" ہونے کے عین مطابق ہے۔

اس طرح آپ کسی بھی اعتبار سے اس عظیم الشان اور انوکھی و حیرت انگیز کتاب حکمت میں —— جو دنیا کی پوری تاریخ میں اپنی نوعیت کی واحد کتاب ہے —— غور فرمائیے تو آپ اس کو ہر ہر لحاظ سے جامع اور مکمل پائیں گے، اس طرح کہ پھر اس کی موجودگی میں کسی دوسرے صحیفہ یا کتاب سے راہ ہدایت حاصل کرنے کی ضرورت قطعاً باقی نہیں رہے گی۔

موجودہ چیلنج کا مقابلہ:

بات کچھ طویل ہو گئی —— بہر حال ایک طرف تو یہ مادی فلسفے اور نظریات ہیں جن سے آج ہم کو نبرد آزمائی کرنی ہے تو دوسری طرف جدید فقہی، تمدنی اور عائلی و معاشرتی مسائل ہیں جن کا اسلامی اور فقہی نقطۂ نظر سے حل تلاش کر کے اسلام کو ایک کامل اور ابدی دین —— عملی و واقعاتی نقطۂ نظر سے بھی —— ثابت کرنا ہے۔ مثال کے طور پر اب سے چند سال پہلے جب امریکی خلا باز پہلی مرتبہ سرزمین چاند پر پہنچے تو اس وقت خیالات کی دنیا میں ایک اختلاف

بپا ہو گیا اور طرح طرح کے فکری و اعتقادی سوالات پیدا ہو گئے۔ اسی طرح آج کل ٹسٹ ٹیوب بے بی اور حمل کی منتقلی وغیرہ کے نتیجے میں پیدا ہونے والے فقہی مسائل نے علمی حلقوں کو خاصا پریشان کر دیا ہے کہ اس کے نتیجہ میں واقع ہونے والے نسلی، نسبی اور وراثتی مشکلات اور پیچیدگیوں کو کیوں کر حل کیا جائے؟ نیز اسی طرح انسانی اعضا کی پیوندکاری، بیمہ انشورنس، غیر سودی بینکاری، رویت ہلال کے مسائل و مشکلات اور بہت سے جدید مسائل جو وقتاً فوقتاً پیش آتے رہتے ہیں، ان تمام میں کوئی متفقہ موقف اختیار کر کے امتِ مسلمہ کو فکری انتشار سے بچانا ضروری ہے مگر ان مسائل کو حل کرنے کے لیے اسلامی علوم کے علاوہ خود متعلقہ علوم اور ان کے مسائل کی گہرائیوں میں بھی غوطہ زنی کرنی ضروری ہے ورنہ سطحی غور و فکر سے یہ مسائل حل نہیں ہو سکتے۔

اس طرح آج دینِ اسلام کے علمبرداروں کو مختلف میدانوں میں چومکھی لڑائی لڑنی ہے مگر اس عظیم کام کے آغاز کے لیے ہم کو سب سے پہلے حکمتِ قرآن کو ایک مکمل فلسفیانہ رنگ میں پیش کرنا ضروری ہے، جس میں دین کے تمام اجزا و ارکان کی تشریح و توجیہہ موجودہ عقلیت و ذہنیت کے مطابق موزوں طریقے پر مکمل ہو جائے اور وہ اپنے ابدی اور لازوال سچائیوں کی بدولت بنیادی طور پر اس غلط اور بے بنیاد نظریے کی بیخ کنی کر دے کہ اسلام بھی دیگر مذاہب کی طرح ایک پرانا اور فرسودہ نظریۂ حیات ہے یا وہ آج کے حالات اور جدید معاشرے پر منطبق نہیں ہو سکتا۔ اور یہ ثابت کرنا ہے کہ وہ نہ صرف ہر حال میں عالم انسانی کی ہر حیثیت سے پوری پوری رہنمائی کر سکتا ہے بلکہ موجودہ باطل فلسفوں کا بھی پوری قوت کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے۔ غرض موجودہ دنیا کی علمی و فکری سیادت حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اسلام کے فلسفۂ حیات کی تشریح و توجیہہ اس طرح کریں کہ علمی و آفاقی دلائل کی روشنی میں نہ صرف اسلامی افکار و نظریات، اس کے اقدار اور اس کے نظام حیات کی موجودہ تمام نظاموں پر برتری ثابت ہو جائے بلکہ تمام جدید فلسفے اور نظریات بھی اس کے مقابلہ میں مہمل اور افکار پریشاں (یا اضغاث احلام)

نظر آنے لگیں۔

مگر اس فکری قیادت کی مکمل بازیافت اور اسلامی نظام حیات کے نفاذ کے لیے مادی میدانوں میں بھی ہماری کامیابی ضروری ہوگی۔ کیونکہ محض خالی خولی فلسفوں سے کبھی کام نہیں چل سکتا۔ اور خود فلسفہ بھی ـــــ اپنے صحیح معنی اور معیار کے اعتبار سے ـــــ بغیر مادی کامیابی کے حاصل نہیں ہوسکتا۔ کیونکہ فلسفہ ہمیشہ احساس برتری کی پیداوار ہوتا ہے اور احساس برتری پیدا کرنے کے لیے مادی میدان میں بھی ہماری کامیابی ضروری ہے جو ہمارے انجنوں کے لیے گویا کاربیڑدل کا کام دے گا۔

حقیقت یہ ہے کہ جب کسی قوم میں احساس برتری کا جذبہ پیدا ہوجاتا ہے تو پھر اس کی فکری قوتیں ـــــ علمی و مادی دونوں حیثیتوں سے ـــــ بیدار ہونے اور ذہنی گرہیں کھلنے لگ جاتی ہیں اور تخلیق و اجتہاد کا ملکہ پیدا ہوجاتا ہے۔ ذہنی ارتقاء اور تحقیق و اکتشاف میں تقدم و برتری حاصل کرنے کے لیے مادی حیثیت سے بھی تقدم و برتری حاصل کرنا ضروری ہے۔ ورنہ پسماندگی اور احساس کہتری میں مبتلا کوئی قوم کوئی تخلیقی کارنامہ انجام نہیں دے سکتی۔ جیسا کہ قرون وسطیٰ اور موجودہ دور کے احوال شاہد ہیں۔

ان بنیادی اقدامات کے بغیر کوئی ہمہ گیر ذہنی و فکری انقلاب لانا مشکل ہے اور اس قسم کے ذہنی و فکری انقلاب کے بغیر عالم انسانی کی مکمل اصلاح کبھی نہیں ہوسکتی۔

حاصل بحث یہ ہے کہ آج ہم کو بنیادی طور پر بیک وقت دو میدانوں میں کام کرنے اور ان میں خصوصی توجہ مرکوز کرنے کی ضرورت ہے:

۱۔ ہر ممکن طریقے سے سائنسی علوم کو ترقی دے کر صنعت اور ٹکنالوجی کے میدان میں مسلم معاشرے کو آگے بڑھانا اور اسے صفِ اول کی ترقی یافتہ قوموں میں لاکھڑا کرنا۔

۲۔ سائنسی علوم کی ترقی اور ان کی ترویج و اشاعت سے پیدا ہونے والے فکری، معاشرتی اور تمدنی مسائل و مشکلات کا حل تلاش کرنا۔

پہلا فریضہ خصوصیت کے ساتھ ماہرین سائنس پر عائد ہوتا ہے اور دوسرا فریضہ خصوصیت کے ساتھ علمائے اسلام پر۔ اس دوسرے فریضے کی صحیح ادائیگی ہی کے باعث — مسائل کی تنقیح کے ضمن میں — معروف و منکر کے نئے نئے پہلو واضح ہوتے جائیں گے، جس کے ذریعہ نوع انسانی کی بجا طور پر اور مؤثر طور پر رہنمائی ہوتی رہے گی۔

منصب خلافت کا یہ وہ اعلیٰ مقام اور بلند نصب العین ہے جو کسی بھی وقت ہماری نظروں سے اوجھل نہ ہونا چاہیے۔ جب تک یہ منصب عظیم حاصل نہ ہوگا درجۂ امامت بھی — دنیا کی علمی و فکری سیادت — مکمل طور پر کبھی حاصل نہیں ہو سکتی۔

یہ اللہ کی عجیب و غریب حکمت ہے کہ اس نے اس عالم رنگ و بو میں دو قسم کے علوم کا سلسلہ جاری فرمایا۔ ایک وہ علم جس کو انسان اپنے تجربات و مشاہدات کے ذریعہ حاصل کر سکتا ہے اور دوسرے وہ جس کو انسان اپنے تجربات و مشاہدات کے ذریعہ حاصل نہیں کر سکتا۔ علم اول کو انسان کی عقل و بصیرت پر اعتماد کرتے ہوئے چند بنیادی اصولوں کے ساتھ اس کی فہم و بصیرت پر چھوڑ دیا اور علم ثانی کو چند مخصوص بندوں کے ذریعہ پہنچایا گیا، جن کو اصطلاح میں انبیاء اور رسل کہا جاتا ہے۔ اب علم اول کو جو مشاہدات و تجربات کے ذریعہ حاصل ہوتا ہے وہ حیرت انگیز طور پر علم ثانی (علم شریعت) کا مؤید و معاون بلکہ خادم اور حاشیہ بردار نظر آتا ہے۔ یہ اس بات کا کھلا ہوا ثبوت ہے کہ علم ثانی برحق اور من جانب اللہ ہے۔ ورنہ ہزاروں سال بعد کی تحقیقات جو بالکل آزادانہ طور پر کی گئی ہیں اس علم کی تصدیق و تائید کبھی نہ کرتیں۔

یہ ہے اللہ تعالیٰ کی حکمت اور فطرت و شریعت کے باب میں اس کی انوکھی منصوبہ بندی جو نوع انسانی پر اتمام حجت کے لیے بہت زیادہ مؤثر اور بے حد اہمیت کی حامل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے کسی ایک جگہ یا کسی ایک موقع پر بھی نظام فطرت کی مذمت نہیں کی اور اس کو خلاف دین یا خلاف شریعت قرار نہیں دیا۔ بلکہ دین اور فطرت کے صحیح حدود و قیود متعین کر کے تجرباتی علوم میں تحقیق و تفتیش کرنے اور مادی میدانوں میں آگے بڑھنے کی پوری پوری آزادی دے دی۔

مذاہب کی طرح رہبانیت اور ترکِ دنیا کی تعلیم نہیں دیتا اور مادہ اور معدہ کی تحقیر کو جائز نہیں سمجھتا بلکہ وہ مادیات اور روحانیات کا انتہائی کامیاب سنگم اور ان دونوں کی تعمیر و ترقی کا ایک عظیم مرقع ہے۔ اور الف سے یا تک اس کی تعلیمات میں یہ پہلو پوری طرح ملحوظ رکھا گیا ہے، تفصیلات کا یہ موقع نہیں ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ فطرت و شریعت میں کوئی تعارض و تضاد نہیں ہے۔ دونوں ایک ہی سرچشمے سے نکلے ہوئے اور ایک ہی مبدأ فیض کی جانب سے جاری شدہ ہیں۔ کائنات اور اس کے مظاہر بھی اللہ تعالیٰ ہی کے پیدا کردہ ہیں اور دین و شریعت کا نظام بھی اسی کی طرف سے جاری کردہ ہے۔ لہٰذا ان دونوں میں تصادم کس طرح ہو سکتا ہے؟[1] مگر یہ بنیادی حقیقت کلیسائی علمبرداروں کی نظر سے پوشیدہ رہ گئی، جس کے باعث کلیسا اور سائنس کے علمبرداروں کے درمیان معرکہ آرائیوں کا وہ طویل اور تاریخی سلسلہ چل پڑا جو بالآخر مذہب کی مکمل شکست پر منتج ہوا۔ لیکن یہ تاریخ پھر دوبارہ کبھی نہیں دہرائی جانی چاہیے۔

---

[1] علامہ ابن تیمیہ تحریر فرماتے ہیں: صحیح اور بیّن عقلی دلیلیں نیز ضروری فطری علوم انبیاء کی معلومات اور تعلیمات انبیاء کے عین موافق ہیں نہ کہ اُن کے مخالف "ان الادلة العقلية الصحيحة البينة التي لا ريب فيها، بل العلوم الفطرية الضرورية توافق ما اخبرت به الرسل لا تخالفه۔ (موافقة صحيح المنقول لصريح المعقول، ص ۹۶، مطبوعہ ریاض)

موجودہ دور کے حکیم ہربرٹ اسپنسر نے بھی اس کی تائید کی ہے کہ: "علم طبیعی دین سے نہیں ٹکراتا بلکہ ان دونوں کا باہمی تال میل ایک دوسرے کی تائید و تقویت اور قوت کا باعث ہے" (ملاحظہ ہو تفسیر الجواہر ۱/۳۸، طبع اول)

نوٹ: یہ مقالہ راقم الحروف کی نئی کتاب "اسلام کی نشأۃ ثانیہ: قرآن کی نظر میں" کا ایک باب ہے جو مجلس تحقیقات اسلام کراچی سے شائع ہو رہی ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ عیسائی مذہب کی شکست وریخت محض اس کی ناقص تعلیمات اور اس کے ارباب فکر کی بدانیشی کا نتیجہ تھی۔ عیسائی مذہب میں اتنا دم خم ہی نہیں تھا کہ وہ زمانے کی تبدیلیوں کا ساتھ دیتا اور بدلے ہوئے حالات میں اپنے حاملین کی کوئی واضح رہنمائی کرتا۔ یہ صرف اسلام اور قرآن عظیم کی خصوصیت ہے کہ وہ قیامت تک ہر دور میں اور ہر قسم کے حالات کے تحت اپنے حاملین کی صحیح اور کامل رہنمائی کرنے کی زبردست صلاحیت رکھتا ہے۔ اس حیثیت سے دیکھیے تو وہ آج بھی ایک زندہ اور ابدی مذہب اور زندہ و مکمل صحیفۂ ہدایت نظر آتا ہے۔

اس لحاظ سے علمائے اسلام پر یہ فریضہ عائد ہوتا ہے کہ وہ عصر جدید کے تمام علوم و فنون کو کھنگال ڈالیں اور اس بات کا نہایت درجہ بصیرت اور دیدہ وری کے ساتھ جائزہ لیں کہ یہ علوم وفنون دین برحق کی کس حیثیت سے تصدیق و تائید کر رہے ہیں اور موجودہ الحاد و لادینیت کے استیصال کے لیے ان سے کس درجہ قیمتی مدد مل سکتی ہے۔!

حقیقت یہ ہے کہ یہ تمام تجرباتی علوم وفنون دین برحق کے خادم اور اس کے حاشیہ بردار ہیں۔ ہمیں ان سے خوف کھانے یا دحشت زدہ ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ بلکہ انھیں پوری طرح اپنا کر فطری و نظریاتی اعتبار سے عالم انسانی کی صحیح اور بروقت رہنمائی کرنی ہے۔

فہرست مراجع و مآخذ:

۱۔ قرآن مجید۔

۲۔ تفسیر القرآن الحکیم (تفسیر منار) علامہ محمد رشید رضا، دار المعرفۃ، بیروت۔

۳۔ ارشاد العقل السلیم الی مزایا الکتاب الکریم (یعنی تفسیر ابو السعود)، محمد بن محمد مصطفیٰ ابو السعود الحنفی، متوفی ۹۸۲ھ، مطبوعہ برحاشیہ تفسیر کبیر۔

۴۔ الجواہر فی تفسیر القرآن الکریم (تفسیر جواہر) شیخ طنطاوی جوہری، مصطفیٰ البابی الحلبی و اولادہ، مصر، ۱۳۵۰ھ۔

۵۔ تفسیر معارف القرآن، مولانا مفتی محمد شفیع، دیوبند۔
۶۔ الفوز الکبیر فی اصول التفسیر، شاہ ولی اللہ دہلوی، لاہور، ۱۳۷۱ھ۔
۷۔ المفردات فی غریب القرآن، امام راغب اصفہانی، دار المعرفۃ، بیروت۔
۸۔ القرآن والعلوم العصریۃ، شیخ طنطاوی جوہری، مصر، ۱۳۷۱ھ۔
۹۔ لسان العرب، ابن منظور، دار بیروت للطباعۃ والنشر، بیروت، ۱۹۶۸ء
۱۰۔ صحیح مسلم، امام مسلم نیشاپوری، مرتبہ محمد فواد عبد الباقی، ریاض۔
۱۱۔ سنن ترمذی، امام ابو عیسیٰ ترمذی، مطبوعہ مصر۔
۱۲۔ حجۃ اللہ البالغہ، امام شاہ ولی اللہ دہلوی، کتب خانہ رشیدیہ دہلی۔
۱۳۔ موافقۃ صریح المعقول لصحیح المنقول، امام ابن تیمیہ، بر حاشیہ منہاج السنۃ، دار الافتاء، ریاض۔
۱۴۔ احیاء علوم الدین، امام ابو حامد غزالی، دار المعرفۃ، بیروت۔
۱۵۔ الفرقان بین اولیاء الرحمٰن واولیاء الشیطان، امام ابن تیمیہ، دار الافتاء، ریاض۔
۱۶۔ طریق الہجرتین وباب السعادتین، علامہ ابن قیم، مرتبہ شیخ عبد اللہ بن ابراہیم انصاری، قطر۔
۱۷۔ مدارج السالکین شرح منازل السائرین، علامہ ابن قیم۔
۱۸۔ الفتوحات المکیۃ، محی الدین ابن العربی (بحوالہ تفسیر منار)
۱۹۔ شرح عقائد النسفی، ملا سعد الدین تفتازانی، نولکشور، لکھنؤ۔
۲۰۔ شرح فقہ اکبر، ملا علی قاری، مطبع مجیدی کانپور، ۱۳۴۵ھ
۲۱۔ میبذی، حسین بن معین الدین میبذی، رحیمیہ دیوبند، ۱۳۷۱ھ
۲۲۔ التصریح فی شرح التشریح، امام الدین بن لطف اللہ، رحیمیہ دیوبند، ۱۳۷۱ھ
۲۳۔ جغمینی (مع شرح) محمود بن جغمینی، رحیمیہ دیوبند، ۱۳۸۷ھ
۲۴۔ تہافت الفلاسفۃ، امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی۔

۲۵- مقاصد الفلاسفة، امام ابو حامد محمد بن محمد غزالی،

۲۶ مواقع الملاحدة، عبد الرحمن حسن جنکہ، دمشق، ۱۹۷۴ء

۲۷- الشیوعیة ولیدة الصہیونیة، احمد عبد الغفار عطار، (بیروت)

۲۸- مؤامرة الصہیونیة علی العالم، " " مکہ مکرمہ

۲۹ بروتوکولات صہیون، " " "

۳۰- الیہود والجریمة، عبد المنصف محمود، مصر-

۳۱- حقیقة الماسونیة، محمد علی زعبی، بیروت-

اردو کتب :-

۳۲- سیرت النبی، جلد چہارم، علامہ سید سلیمان ندوی، اعظم گڑھ-

۳۳- علم الکلام، علامہ شبلی نعمانی، مطبع مفید عام، آگرہ-

۳۴- الکلام، " " شبلی بک ڈپو لکھنؤ، ۱۳۴۰ھ

۳۵- مذہب و عقلیات، مولانا عبد الباری ندوی، علی گڑھ، ۱۳۳۸ھ

۳۶- مذہب اور سائنس، " " " لکھنؤ-

۳۷- عقلیات ابن تیمیہ، مولانا محمد حنیف ندوی، لاہور

۳۸- مذہب و تمدن، مولانا سید ابو الحسن علی ندوی، لکھنؤ، ۱۹۸۰ء

۳۹- تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ، علامہ اقبال، ترجمہ از سید نذیر نیازی، لاہور، ۱۹۵۸ء

۴۰- مقالات شبلی، حصہ ہفتم، علامہ شبلی نعمانی، اعظم گڑھ، ۱۹۶۵ء

۴۱- اسلام دوراہے پر، محمد اسد، مترجمہ رحم علی ہاشمی، دہلی، ۱۹۶۸ء

۴۲- قرآن اور علم جدید، ڈاکٹر رفیع الدین، لاہور، ۱۹۵۹ء

۴۳- نا معلوم انسان، الکسس کیرل، مترجمہ محمد یوسف کوکن، ایم، اے، مدراس یونیورسٹی مدراس، ۱۹۵۳ء-

۴۴۔ اسرارِ نبوت، محمد شہاب الدین ندوی، فرقانیہ اکیڈمی، بنگلور، ۱۹۷۲ء
۴۵۔ چاند کی تسخیر قرآن کی نظر میں، محمد شہاب الدین ندوی، فرقانیہ اکیڈمی، ۱۹۸۰ء
۴۶۔ تاریخ فلسفۂ جدید، ڈاکٹر ہوفڈنگ، مترجم خلیفہ عبدالحکیم، حیدرآباد، ۱۹۳۱ء
۴۷۔ تاریخ فلسفہ، کلیمنٹ ویب، مترجم مولوی احسان احمد، کراچی، ۱۹۶۹ء
۴۸۔ تنقید عقل محض، امانوئل کانٹ، مترجم سید عابد حسین، انجمن ترقی اردو، ۱۹۴۱ء
۴۹۔ حکمائے اسلام، مولانا عبدالسلام ندوی، اعظم گڑھ، ۱۹۵۳ء
۵۰۔ وحدت الوجود، مولانا عبدالعلی انصاری، مترجم شاہ زید الحسن، دہلی، ۱۳۹۱ھ
۵۱۔ ایٹم آپ کا خادم، مترجم سلیمان صابر، نئی دہلی، ۱۹۵۷ء
۵۲۔ ایٹم کی کہانی، راج نرائن راز، نیشنل بک ٹرسٹ، نئی دہلی، ۱۹۷۷ء
۵۳۔ سورج کی پیدائش اور موت، جارج گیمو، مترجم فاروق احمد، لاہور، ۱۹۶۲ء

انگریزی کتب:

54. Asimov's Guid to Science, Vol, 1, Pelican Books, England, 1979.
55. New Frontiers in Astronomy, Readings from Scientific American), W.H. Freeman and Company, San Francisco, 1975
56. A Short History of Astronomy, By Arthur Berry, Dover Publications, New York, 1961
57. A Dictonary of Science, Penguin

Books, England, 1977.

58- The Encyclopedia of Ignorance, Edited by Ronald Duncan and Miranda Weston – Smith, Pergamon Press, Oxford, 1978.

صدیق اکبر

مؤلفہ مولانا سعید احمد اکبر آبادی

خلیفۂ اول کی سیرت اور حالات و واقعات پر جسے امت مسلمہ خیر البشر بعد رسول اللہ مانتی ہے جس نے خلافت راشدہ کی بنیادیں مضبوط کیں اور جس کے کارنامے آبِ زر سے لکھنے کے قابل ہیں یہ ایک جامع اور محققانہ کتاب پیش کی جا رہی ہے جس میں حضرت صدیق رضی اللہ عنہ کی سیرت کے جملہ خدوخال کے علاوہ آپ سے متعلق تاریخی، دینی اور سیاسی مسائل پر تحقیقی بحثیں کی گئی ہیں۔ کاغذ و طباعت عمدہ، بڑی تقطیع صفحات ۴۸۰۔

قیمت مجلد : -/21 روپے

پتہ

مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی ۶